عالمی منظر

پاکستان کو ایک کے بدلے گیارہ ڈالر واپس کرنا پڑتے ہیں

لاہور (نمائندہ جنگ) پاکستان کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے جو قرضے ملتے ہیں ان کے ایک ڈالر کے گیارہ ڈالر واپس کرنا پڑتے ہیں۔ تمام غریب ممالک میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کو قرضے واپس نہ کرنے کے بارے میں بحث زور و شور سے جاری ہے اور عنقریب یہ تحریک کی شکل اختیار کر لے گی۔

یہ باتیں آسٹریلیا کی ڈیموکریٹک سوشلسٹ پارٹی کی رہنما مس سوبل اور مزدور رہنما ٹم گڈن نے لاہور پریس کلب کے پروگرام "میٹ دی پریس" میں گفتگو کرتے ہوئے کہیں۔ انہوں نے کہا قرضوں سے فرسٹ ورلڈ کے ممالک میں امیری اور تھرڈ ورلڈ کے ممالک میں غربت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے کہا' دنیا سے غربت کے خاتمے کا حل " کیپٹل ازم " کا خاتمہ ہے۔ آسٹریلوی رہنماؤں نے کہا ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن اور آئی ایم ایف امیر ممالک کو مزید امیر بنانے کے ادارے ہیں۔ غریب ممالک کے عوام میں ان اداروں کی بالادستی کے بارے میں شعور بڑھ رہا ہے۔ امیر ممالک اس نئی تحریک سے لرزاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈبلیو ٹی او کو اپنے اجلاس کے لیے جگہ نہیں مل رہی۔ مس سوبل اور ٹم گڈن نے کہا کہ پاکستان کے ذمے ۳۳ ارب ڈالر کا قرضہ ہے اور اسے ایک ڈالر کے بدلے میں ۱۱ ڈالر ادا کرنا ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود آئی ایم ایف دباؤ ڈال رہا ہے کہ منافع بخش سرکاری ادارے' تیل گیس' ایئرپورٹس' ٹیلی کمیونیکیشن وغیرہ فروخت کیے جائیں جس سے بے روزگاری پھیلے گی۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ نومبر ۲۰۰۰ء)

چرچ آف انگلینڈ کے بارے میں ایک رپورٹ

لندن (جنگ نیوز) ایک بشپ نے کہا ہے کہ چرچ آف انگلینڈ بحیثیت ادارہ نسل پرست ہے اور اس کے نسلی اقلیتی ارکان یکہ و تنہا اور الگ تھلگ ہیں۔ سنڈے انڈیپنڈنٹ کے مطابق آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر جارج کیری کو اس ہفتے ایک رپورٹ پیش کی جائے گی جو معروف سیاہ فام بشپ آف سٹپنی' ڈاکٹر جان سنٹامو نے لکھی ہے۔ سنٹامو سٹیون لارنس انکوائری کے رکن تھے اور جب اس کی رپورٹ شائع ہوئی تو انہوں نے آرچ بشپ کو بتایا کہ چرچ آف انگلینڈ ابھی تک معاشرتی اعتبار سے یک رنگ ثقافت کے ذریعے باہم مربوط ہے یعنی سفید فام کلچر۔ نئی رپورٹ بڑی تشویش کا سبب ہوگی۔ اس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ نسلی اقلیتی برادریوں کی بہت کم تعداد چرچ آف انگلینڈ اٹینڈ کرتی ہے۔ رپورٹ میں چرچ کے طور طریقوں کو منجمد بتایا گیا ہے۔ جہاں سیاہ فاموں کو مخصوص بندھے ٹکے انداز میں دیکھا جاتا ہے' برطانیہ کے بیشتر پیرش گرجاؤں میں اتوار کو فقط ایک فیصد سیاہ فام یا ایشیائی لوگ موجود ہوتے ہیں جبکہ دوسرے چرچز خصوصاً ایونجیکل گرجا گھروں میں اقلیتی عبادت گزاروں کی بڑی تعداد ہوتی ہے۔ (روزنامہ جنگ لندن ۱۳ نومبر ۲۰۰۰ء)

ترکی میں اسلامی اقدار کی پامالی

لندن (سٹاف رپورٹر) سکارف اتارنے سے انکار پر پارلیمنٹ کی رکنیت سے محروم کی جانے والی نوجوان ترک خاتون مارو کاروچ نے کہا ہے کہ ترکیہ کی حکومت مذہبی حقوق کی بدترین خلاف ورزیوں کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ خلاف ورزیاں ایسے وقت کی جا رہی ہیں جب ترکی نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر پر دستخط کر رکھے ہیں اور وہ یورپی یونین کی رکنیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ہاؤس آف لارڈز کے موزز روم میں اپنے اعزاز میں لارڈ احمد کی طرف سے منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مارو کاروچ نے کہا حکومت نے مذہب پر عمل کرنے کی پاداش میں ۱۹۹۷ء اور ۲۰۰۰ء کے درمیان ۲۳ ہزار اساتذہ کو ملازمت سے فارغ کر دیا ہے جبکہ سکارف پہننے پر ۳۳ ہزار سے زیادہ طالبات کو سکول سے خارج کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب جدید مغربی ملک میں جو خود کو جمہوری کہتا ہے ہو رہا ہے۔ مارو کاروچ نے کہا کہ مغربی ملک انسانی حقوق کے بارے میں دوہرا معیار اختیار کیے ہوئے ہیں' وہ افغانستان میں طالبان حکومت کی اس لیے مذمت کرتے ہیں کہ وہاں عورتوں کے حقوق مجروح کیے جا رہے ہیں لیکن ان کی ناک کے نیچے ترکی میں جو ہو رہا ہے اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ مارو کاروچ نے سامعین کو اپنے مذہبی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کی تفصیلات بھی بتائیں اور کہا کہ وہ مسلمان ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں وہ امریکن سکول میں تھیں اور حجاب پہننے پر سکول سے نکال دی گئیں۔ انہوں نے امریکہ جا کر تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۹۹ء میں ان کی ویلفیئر پارٹی نے انہیں پارلیمانی امیدوار نامزد کیا۔ کل ۱۷ خواتین امیدوار تھیں جن میں بعض سکارف استعمال

کرتی اور بعض نہیں کرتی تھیں۔ تین پارلیمنٹ کی رکن منتخب ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ الیکشن کمیشن میں سکارف پہن کر پیش ہوئیں کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔ جب رکن منتخب ہوئیں تو حلف کے لیے بلایا گیا۔ حلف کے وقت صدر بھی موجود تھا۔ ان سے سکارف اتارنے کو کہا گیا لیکن انکار پر ان کے خلاف انتقامی کاروائیاں شروع ہو گئیں۔ دہشت گردی میں مدد دینے، ایجنٹ ہونے اور کئی دوسرے کیس بنائے گئے۔ والدین کو ہراساں کیا گیا اور میڈیا کے چابڑے مفاد پرست گروپوں کی طرف سے کردار کشی کروائی گئی۔ ترک شہریت ختم کر دی جو انہوں نے شادی کر کے دوبارہ حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ سکارف پہننا ان کا اپنا فیصلہ ہے۔ آئین میں سکارف نہ پہننے کی کوئی پابندی نہیں۔ انہوں نے مذہبی بنیادوں پر امتیاز کی متعدد دوسری مثالیں بھی دیں اور کہا کہ یہ سب کچھ ایک چھوٹا سا حکمران طبقہ کر رہا ہے جو عوام کے ووٹوں سے منتخب نہیں ہوتا۔ انہوں نے مذہب کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے۔

انہوں نے کہا کہ مذہب اور ثقافت کو خطرہ کے خلاف مہم شروع کر رکھی ہے اور ایک روز جیت کر رہیں گی۔ لارڈ احمد نے مارو کاروج کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ انہوں نے آزادی اظہار رائے اور آزادی مذہب کے لیے برطانوی پارلیمنٹ میں پرائیویٹ ممبرز بل پیش کر رکھا ہے جسے تمام جماعتوں کی حمایت حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ حجاب کا ایشو بنیادی حقوق میں آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں مذہبی حقوق اور عبادت کے حقوق پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ حجاب انسانی حقوق کا ایشو ہے۔ انہوں نے کہا کہ ترکی میں ۹۸ فیصد مسلمان ہیں۔ عورتیں سڑکوں پر حجاب استعمال کر سکتی ہیں لیکن پارلیمنٹ یا سرکاری دفتر میں اس کی اجازت نہیں۔ دو فیصد آبادی ۹۸ فیصد کو کس انداز میں کنٹرول کر رہی ہے۔ لارڈ ایوبری نے کہا کہ انسانی حقوق یورپ کونشن کا حصہ ہے اور اگر ترکی یورپی یونین کا ممبر بننا چاہتا ہے تو اسے انسانی حقوق کی پاسداری کرنا پڑے گی۔ انہوں نے مارو کاروج کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا کیس انٹر پارلیمانی یونین میں اٹھائیں۔ یو کے کے ارکان ان کی جانب سے اس مسئلہ کو آگے بڑھائیں گے۔ بیرونس وحیکر نے کہا کہ یورپی یونین کے حالیہ معاہدہ کے تحت ملازمتوں میں مذہبی یا دوسرے امتیاز غیر قانونی قرار دیے گئے۔ اور وہ اس حق میں ہیں کہ حکومت ایسا قانون پاس کرے۔ جس کے تحت مذہبی بنیادوں پر امتیاز کی پابندی عائد کی جائے۔ (روزنامہ جنگ لندن ۴ نومبر ۲۰۰۰ء)

امریکہ اور طالبان

واشنگٹن (این این آئی) امریکہ کے نائب وزیر خارجہ ٹامس پکرنگ نے کہا ہے کہ اگر طالبان امریکہ کو لاحق خدشات اور تشویش کا ازالہ کرنے کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں تو نہ صرف امریکی بلکہ عالمی برادری بھی ان کی ہر ممکن مدد کرے گی۔ وائس آف کو انٹرویو میں ٹامس پکرنگ نے کہا کہ پاکستان کو خود فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیا ایسی حکومت کی حمایت کرنی چاہیے جو دہشت گردی کی پشت پناہی اور منشیات کی پیداوار میں اضافہ کر رہی ہو اور ملکی استحکام اور مذاکرات کی خواہش مند نہ ہو۔ افغانستان میں پاکستان کی براہ راست فوجی مداخلت کے سوال پر انہوں نے کہا کہ ہمیں اور روس کو اس قسم کی بعض اطلاعات موصول ہوئی ہیں اور ہم نے اس مسئلے کو پاکستان کے سامنے اٹھایا ہے جبکہ پاکستان نے اس قسم کے دعوؤں کی سخت تردید کی ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ یہ اطلاعات درست ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان سے پاکستان کے تعلقات ان کے لیے خود مسئلہ ہیں۔ لیکن پھر بھی پاکستان میں موجود درسگاہوں میں طالبان کو تربیت دی جاتی ہے اور یہ طالبان پاکستان کے اندر کئی مسائل بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ متعدد اسلامی ملکوں میں رہ چکے ہیں جن کے عوام اس تناظر میں طالبان کی پالیسیوں سے مختلف زندگی بسر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اسلام کا مخالف نہیں ہے اور امریکہ میں اسلام بڑی تیز سے پھیل رہا ہے۔ اگر ہم اسلام کے خلاف ہوتے تو یہاں اسلام فروغ نہیں پاتا۔ انہوں نے کہا کہ منشیات صرف اسلام میں منع ہے۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ اس کی پیداوار ختم ہونی چاہیے اور اقوام متحدہ سے اس کے متبادل تعاون لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں اقوام متحدہ سے امداد وصول کی گئی لیکن افیون کی کاشت کو نہیں روکا گیا۔ انہوں نے کہا کہ مسئلے کے حل کے لیے امریکہ لویہ جرگہ سمیت ان تمام گروپوں کی حمایت کرتا ہے جو مذاکرات کے ذریعے افغان مسئلے کا حل ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدے کے تحت افغانستان بعض چیزیں درآمد کر رہا ہے جو ضروریات کو پورا نہیں کر رہیں۔ اور یہی چیزیں پاکستان میں سمگل ہو جاتی ہیں جس سے ان کی معیشت بری طرح متاثر ہو رہی ہے تاہم اس کے باوجود پاکستان کی حمایت کر رہا ہے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۴ نومبر ۲۰۰۰ء)

جمائما عمران اور یہودی پریس

لندن (جنگ نیوز) تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کی اہلیہ جمائما کو اپنے ایک آرٹیکل کے باعث شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس میں انہوں نے مشرق وسطیٰ کے حوالے سے اسرائیل اور امریکہ پر کڑی تنقید کی تھی۔ برطانوی اخبار سنڈے ٹیلی گراف کے مطابق گولڈ سمتھ کے خاندانی وکیل تک نے جمائما کی نمائندگی کرنے سے انکار کر دیا۔ مسٹر سمپسن نے اپنے خط میں جمائما پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ گولڈ سمتھ کا صحیح مطلب تک سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جمائما نے برطانوی اخبار گارجین میں اپنے آرٹیکل میں لکھا تھا کہ امریکہ میں ذرائع ابلاغ پر اسرائیلی لابی کا قبضہ ہے اور کلنٹن کی انتظامیہ میں بھی تقریباً تمام عہدے ایسے ہی لوگوں کے پاس ہیں جبکہ مشرق وسطیٰ میں امن اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے جب امریکہ ایک غیر جانبدارانہ ثالث کا کردار ادا کرے اور ذرائع ابلاغ بھی جانبداری سے گریز کریں۔ مسٹر سمپسن کا موقف ہے کہ یہودی پس منظر رکھنے والے افراد کو ایسے معاملات پر اظہار خیال نہیں کرنا چاہیے۔